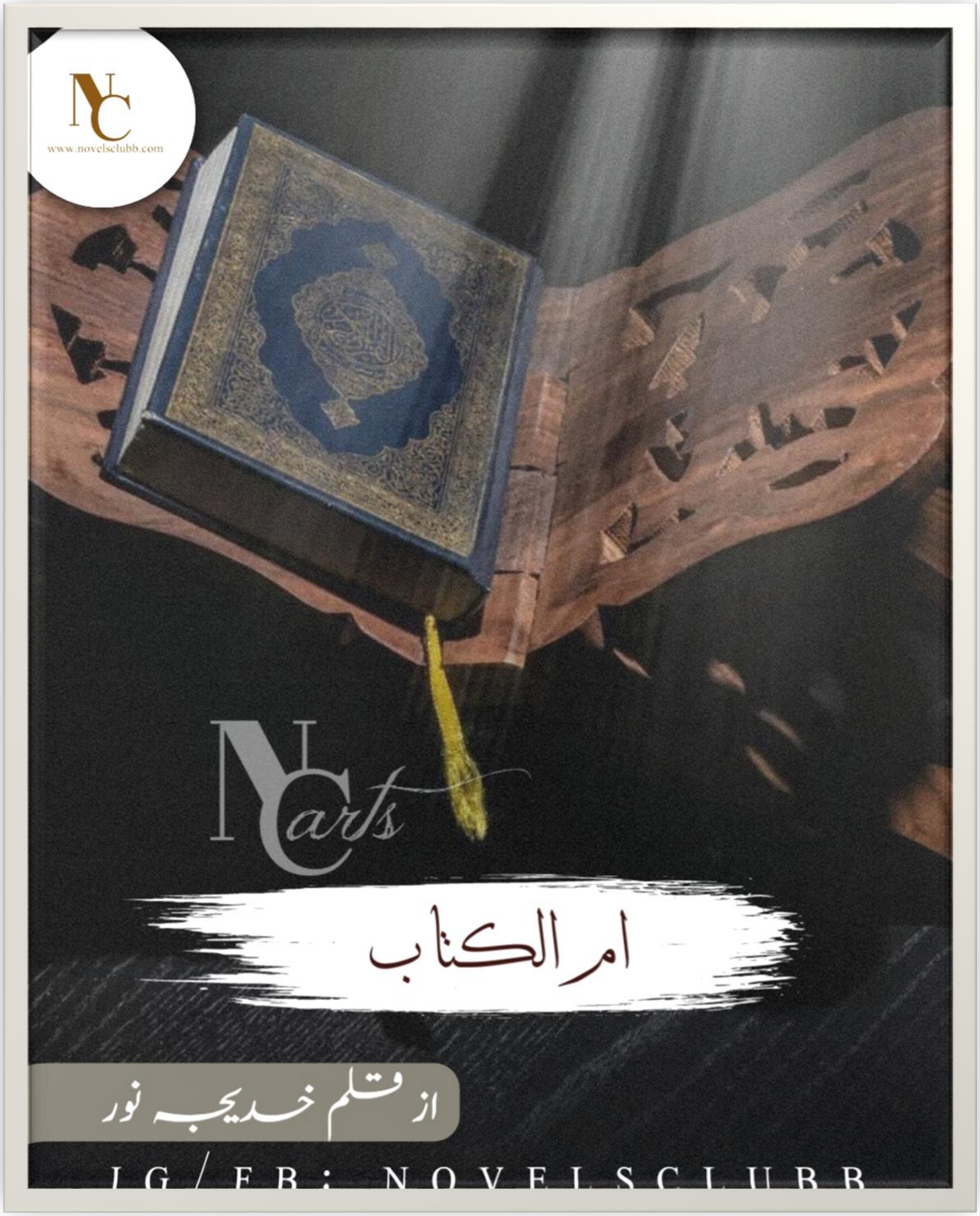
www.novelsclubb.com
NC arts
ام الکتاب
از قلم خدیجہ نور
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ام الکتاب

از قلم

خدیجہ نور

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا نازنین! تم ایسے کیوں واپس آگئی؟"۔۔۔اس کے یوں آنے پر زاہرہ نے حیرانی سے پوچھا۔

جبکہ مقابل کو بنا کوئی جواب دیے وہ اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔بیگ کندھے پہ ڈالتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔پارکنگ میں موجود اپنی کار تک پہنچی اور بنا ارد گرد دیکھے اندر بیٹھ گئی۔چند لمحوں میں ہی اس کی کار اب سڑک پر دوڑ رہی تھی۔وہ بہت ریش طریقے سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔

کسی کی صور پھونکنے جیسی آواز اتنے سالوں بعد بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سامنے موجود سڑک پر چلتی گاڑیاں،لوگ اور دکانیں سب کچھ پس منظر میں چلے گئے تھے۔

وہ پانچ سال قبل والی نازنین بن گئی تھی۔جس کے بال لئیر زمیں کٹے ہوئے تھے۔اوران کو بلو ڈرائی کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔

یہ اس کا بی ایس کا فرسٹ ائیر تھا۔

وہ سفید رنگ کا کرتا ساتھ نیلے رنگ کی جینز پہنے ہوئے تھی۔ سفید ہی رنگ کا اسٹالر گلے میں مفلر کی صورت موجود تھی۔

"نازنین دیکھو یار میرا خواب تھا یونیورسٹی جانے کا اور آج وہ پورا ہو گیا"۔۔۔ یہ اس کی دوست عمائمہ تھی جو اطراف میں نظریں دوڑاتی اشتیاق سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

"یونیورسٹی آنے کا خواب !۔۔۔ ہک ہا۔ کرنے والی بات کرو بیٹا۔ دیکھنے والے خواب دیکھو۔ یہ بھی کوئی خواب ہوا بھلا۔"

نازنین کی طنزیہ آواز پر عمائمہ کی مسکراہٹ سمٹی۔ وہ اچھے سے اس کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

"تمہارے لئے تو یہ واقع معمولی سی بات ہو گی۔ مگر میرے لئے نہیں۔" اب کہ آواز قدرے دھیمی تھی اور شوخی کا عنصر غائب تھا۔

"تمہاری فیملی ایلیٹ کلاس سے بلانگ کرتی ہے۔ جبکہ میں تو مڈل کلاس سے بھی نہیں۔ حیرت ہے پھر بھی ہماری دوستی ہو گئ"۔۔اپنی بات کے آخر میں عمائمہ خود ہی ہنس دی۔ نازنین نے ایک پل کو اپنے ساتھ موجود عمائمہ کو دیکھا جس نے خود کو سیاہ عبایا میں مکمل طور پر ڈھانپا ہوا تھا۔ مگر پھر سر جھٹک کر بولی۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ میں دوستی میں کسی کا اسٹیٹس نہیں دیکھتی۔ مجھے وہ لوگ پسند ہیں دوستی کے لئے جن کے دل صاف ہوں"۔

منظر تحلیل ہوا۔اب کہ وہ بالوں کو جوڑے میں باندھے سیاہ رنگ کے کرتے اور ٹراؤزر میں ملبوس دکھائی دی۔ سیاہ رنگ کی شال کندھوں کے گرد لپیٹے وہ سرد تاثرات لیے کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

سامنے ہی عمائمہ کھڑی کانپ رہی تھی۔اس کا عبایا اور سکارف سرے سے غائب تھا۔ساتھ ہی ایک نوجوان بھی ان کے قریب کھڑا تھا۔یہ یونیورسٹی کی لیب تھی جہاں کم لوگ ہی آتے تھے۔

نازنین کی آنکھوں میں دنیا جہان کی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

"تم یہاں پر کیوں آئی ہو عمائمہ ؟۔۔۔اور کب سے یہ سب چل رہا ہے"۔۔۔غصیلے لہجے میں وہ دھاڑی۔جبکہ عمائمہ اب کہ اپنا عبایا اٹھا کر تیزی سے پہن رہی تھی اور سکارف کو سر کے گرد لپیٹ رہی تھی۔جبکہ وہ لڑکا وہاں سے نظر بچا کر بھاگنے لگا تو نازنین نے ایک جست میں اس کو کالر سے پکڑ کر دھکا دیا جس سے وہ اوندھے منہ زمین پر گرا۔وہ اس سب حملے کے لئے تیار نا تھا۔اس کی آنکھوں میں اس وقت وحشت ناچ رہی تھی جبکہ عمائمہ چہرے پر نقاب چڑھا چکی تھی۔

"دیکھو نازنین ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہی ہو۔ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور شادی!"۔۔اس کی بات کو نازنین بیچ میں سے ہی اچک گئی تھی۔

"پسند اور ہوس میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔اور تم۔تم جانتی ہو نا کہ تمہارے ماں باپ نے کتنی مشکلوں سے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔اور تم ان کی عزت مٹی میں ملا رہی ہو۔شادی کرنی تھی تو یوں چوروں کی طرح کیوں مل رہے ہو؟اف خدایا! مجھے تمہیں اپنی دوست کہتے ہوئے شرم آرہی ہے"۔۔۔نازنین اب کہ دونوں مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر ڈالے۔

"تمہیں مجھے درس دینے کی ضرورت نہیں ہے۔دوست ہو دوست رہو۔ماں بننے کی ضرورت نہیں۔"۔۔۔عائمہ اب کہ پھنکاری۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور تم حبیب ؟۔۔۔ تم نے بھی چن کہ وہ لڑکی ڈھونڈی جو میری دوست تھی۔ تمہارا تو میں وہ حشر کروں گی کہ تمہاری سات نسلیں یاد رکھیں گی"۔۔۔ جبیب جو اپنا ماتھا سہلا رہا تھا

اس کی اس بات پہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔اس کے۔چہرے سے ازلی خباثت ٹپک رہی تھی۔

"دوست تمہاری خود حرافہ ہے اور آئی میری سات نسلیں تباہ کرنے۔میں یہاں سے باہر نکل کر جانتی ہو کیا کر سکتا ہوں؟"۔۔۔اپنی بات کو ڈرامائی وقفہ دیتے وہ تھوڑا آگے کو جھکا جس سے نازنین بدک کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"تمہیں پوری یونیورسٹی میں مشہور کر سکتا ہوں۔تم پر ایسے ایسے الزامات لگا سکتا ہوں کہ جن کے متعلق تم سوچ بھی نہیں سکتی"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ پیچھے ہوا۔دوسری طرف عائمہ تو اپنے لئے حرافہ لفظ سن کر سکتے میں تھی۔

"دوست میری حرافہ ہے تو تم کونسا جنت کی چابی لے کر ہاتھ میں گھوم رہے ہو۔اور رہی بات میرے خلاف کچھ بھی بھونکنے کی!"۔۔۔وہ رکی اور دو قدم آگے ہوئی۔سرد سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔جس پر ایک پل کو حبیب نے بھی جھرجھری لی۔ان آنکھوں کی تاب لا پانا اس کے بس میں نا تھا۔

"میرے خلاف بھونکنے سے پہلے سو مرتبہ سوچنا!ایک مرتبہ نہیں سو مرتبہ! کیونکہ میرے خلاف ادھر تمہاری زبان کھلی،ادھر تمہاری الٹی گنتی چلی۔میرے خلاف جھوٹ گھڑنے والوں کو میں تڑپا تڑپا کر بے موت مارتی ہوں۔خبردار! جو ایک لفظ بھی کہا میرے بارے میں کسی سے۔"۔۔۔نازنین نے اتنا کہہ کر ایک طنزیہ نگاہ عمائمہ پر ڈالی اور وہاں سے باہر نکل آئی۔ہاتھ میں موجود موبائل سامنے کیا اور ریکارڈنگ سیو کرتی آگے کو بڑھا گئی۔آنکھیں غصے کی شدت سے ہنوز دہک رہی تھیں۔

جبکہ عمائمہ اب حبیب کا گریبان پکڑے اونچا اونچا چلا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ت۔تم نے۔کہا تھا کہ مجھ سے محبت کرتے ہو۔اب تم یہ میرے خلاف کیا بول رہے تھے۔"۔۔۔عمائمہ غصے اور حیرت کے ملے جلے جذبات سنگ بول رہی تھی۔

جبکہ حبیب نے اپنے گریبان پر اس کے ہاتھ دیکھے اور ایک جھٹکے سے پرے دھکیل دیئے۔

"تمہیں واقع میں لگا تھا کہ میں تم سے شادی کروں گا؟کیا سمجھ رکھا ہے تم مڈل کلاس لڑکیوں نے۔بڑی یونیورسٹیز میں آ گئیں کوئی امیر کبیر لڑکا پھانس لیا زندگی سیٹ!ہاہاہا۔بہت ہی بھولی ہوتی ہو تم لوگ۔تمہارے جیسی نجانے کتنی لڑکیاں ہیں جن کو میں استعمال کر کے ٹشو پیپر کی طرح پھینک چکا ہوں۔جن میں نیا اضافہ تم ہو۔"۔۔۔وہ خباثت سے کہہ رہا تھا جبکہ عمائمہ کا خون کھول رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑے شخص کا منہ نوچ لے۔

"تم نے میرے ساتھ یہ سب کیوں کیا"۔۔۔اب کہ وہ سرد آواز میں بولی تھی۔

"تم نے مجھے خود کے ساتھ یہ سب کیوں کرنے دیا؟"۔۔۔سامنے والی کی طرف سے بھی دوبدو سوال آیا۔

"میں تم سے محبت کرتی ہوں۔میں نے تمہاری محبت میں سب کچھ لٹا دیا۔مگر تم"۔۔۔اس سے آگے عمائمہ کی آواز رندھ گئی۔احساس زیاں حاوی ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"غلط عمائمہ بے بی! تم نے صرف اپنا اسٹیٹس بدلنے کی خاطر یہ سب کیا۔آج تک نجانے کتنے پیسے مجھ سے تم لے چکی ہو میری دلجوئی کرنے کے لئے۔چاہو تو آگے بھی لے سکتی ہو۔مجھے ابھی بھی کوئی مسئلہ نہیں۔"۔۔۔وہ جس خباثت سے بولا تھا عمائمہ کو اپنے کان سائیں سائیں کرتے محسوس ہوئے تھے۔

اتنی سبکی تو اس کو زندگی میں کسی موڑ پر نہیں ہوئی تھی جتنی آج ہوئی تھی۔

یہ تلخ منظر تحلیل ہوتا ایک کرب ناک منظر میں بدلا۔نازنین ہاتھ میں موبائل پکڑے سفید چہرے کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔جہاں عائمہ کی ویڈیو چل رہی تھی۔وہ رو رہی تھی باقاعدہ اور اس کو بددعائیں دے رہی تھی۔

"اللہ تمہیں غارت کرے!

جس طرح تم نے مجھے کیا۔ساری عمر تڑپو تم۔تم موت مانگو تمہیں موت نا ملے۔"۔۔۔اور بھی ایسی بہت سی بددعائیں جو وہ دے رہی تھی۔مگر نازنین کو اس سب میں اپنا قصور سمجھ میں نہیں آیا۔

اور اس کے بعد دل دہلا دینے والا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا جب دیکھتے ہی دیکھتے عائمہ کے منہ سے سفید جھاگ نکلنا شروع ہو گیا تھا۔چہرے کا رنگ نیلاہٹ کا شکار ہونا شروع ہو چکا تھا۔نازنین کا حال یوں تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

وہ بولنا چاہتی تھی مگر یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پاس کبھی قوت گویائی تھی ہی نہیں۔موبائل چھوٹ کر اس کے ہاتھ سے زمین پر گر گیا اور تاریک ہوتی اسکرین پر لکیریں ابھر گئی۔

جبکہ نازنین وہیں دیوار کے سہارے بیٹھتی چلی گئی۔ماضی کی نازنین اور حال کی نازنین آپس میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔اسٹیرنگ پہ وہ اپنی گرفت مضبوط کر چکی تھی۔

اچانک اس کے کانوں میں ایک سرگوشی گونجی۔

'کسی جان کا وبال کسی اور جان پر نہیں'

مگر اس وقت سن پڑتے دماغ کے ساتھ وہ گاڑی چلا رہی تھی کہ اچانک سے زوردار تصادم ہوا۔غائب دماغی کی حالت میں تو وہ پہلے ہی تھی اب کہ جیسے سب کچھ یوں ہو رہا تھا جیسے روشنی کے ذرات رک سے گئے ہوں۔ایک نارنجی بھڑکیلی روشنی

www.novelsclubb.com

آسمان کی جانب لپک رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سامنے سیاہ دھواں مرغولوں کی صورت ہوا میں شامل ہونا شروع ہو چکا تھا۔

چند لمحے، چند سانسیں، سن پڑتے دماغ کے ساتھ اس کو اپنے کندھوں اور گردن میں شدید جلن کا احساس ہوا۔ اس کی نظریں اپنے پیروں تک گئیں جو کہ سفید سے سرخ ہونا شروع ہو گئے تھے۔ دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔

کیا یہ اس کا آخری وقت تھا؟

کیا سیاہ قبر کا اندھیرا اس کو اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا؟

کیا وہ اس سب کے لیے تیار تھی؟

اب کہ اس کو اپنے کندھوں سے بوجھ سرکتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے بابا مسکرا کر اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ اور وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ تھامنا

www.novelsclubb.com

چاہتی تھی مگر وہ اپنا ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھا رہے تھے۔ بلکہ سر کو نفی میں دائیں بائیں جنبش دے رہے تھے۔

جبکہ آس پاس سے آتا لوگوں کا شور اب دب چکا تھا۔ جو روشنی اس کے بابا کے وجود نے بکھیری تھی وہ بھی تاریکی میں بدل گئی تھی۔ گہرا سکوت چھا چکا تھا۔

کانوں میں ہیڈ فونز لگائے، گود میں لیپ ٹاپ دھرے حذیفہ مووی دیکھنے میں مگن تھا۔ پاس موجود موبائل کی اسکرین بار بار جل بجھ رہی تھی۔ مگر اس کو کہاں پرواہ تھی اس سب کی۔ سائیڈ سے پاپ کارن کا باؤل اٹھاتے اس نے جب جلتی بجھتی اسکرین کو دیکھا تو ماتھے پہ تیوریاں سجالیں۔

مطلب اس کے مووی ٹائم میں اس کو کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو بھئی؟

اس کی بلا سے کوئی مرے یا جیئے! مگر یہاں پر کوئی نہیں اس کی بہن نازنین کی کال تھی۔ تبھی منہ کے زاویے بگاڑتا وہ فون اٹینڈ کرتا کان کے ساتھ لگا گیا۔

مگر مقابل کی بات سن کر اس کو دن میں تارے نظر آ گئے۔

ہڑبڑی میں ہیڈ فونز کانوں سے ہٹاتا لیپ ٹاپ پھینکنے کے سے انداز میں اٹھا اور 'جی میں بس پہنچ رہا ہوں' اتنا کہہ کر وہ بغیر جوتا پہنے اپنی ماں کے کمرے کی جانب بھاگا۔

"امی" قدرے اونچی آواز میں پکارا۔ مگر جواب ندارد۔

دروازہ کھول کر جب اندر داخل ہوا تو خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔

"اف! میں کیسے بھول گیا ایک سوشل ورکر گھر پر ٹک سکتی ہیں" دانت کچکچاتا اسامہ باہر پورٹیکو میں موجود اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ گارڈ نے اس کو دیکھتے ساتھ ہی لوہے کا آہنی گیٹ وا کر دیا۔ جس پر وہ گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔ رستے میں وہ باقی سب کو بھی کال کر رہا تھا۔

نجانے کیا سوچ کر اس نے ساحر کے نمبر پر کال ملائی۔

دوسری جانب وہ آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو تولیے سے خشک کر رہا تھا کہ موبائل فون کی اسکرین جل اٹھی۔

'حذیفہ جمال کالنگ' یہ پڑھ کر وہ مسکرا دیا اور کال اٹینڈ کی۔

اب کہ وہ تولیہ اسٹینڈ پہ ڈالتا بالوں میں ہیئر برش پھیر رہا تھا۔

"ہاں سناؤ حذیفہ کیسے ہو!"۔۔۔خوشگوار انداز میں سوال کیا۔جبکہ دوسری جانب سے اتنی ہی ناخوشگوار خبر اس کی سماعتوں کا حصہ بنی۔

مطلب حد تھی ابھی چند گھنٹے پہلے وہ لوٹا تھا اور یہ خوش خبری اس کی منتظر تھی !ہک ہا۔

"اوکے میں پہنچتا ہوں !تم پریشان مت ہو"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ فون ٹیبل پر رکھتا اب خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔

جیسے اس کو اس سب سے کوئی فرق ہی نا پڑتا ہو۔جبکہ دوسری جانب حذیفہ اپنے جگری دوست اسامہ کو ساری بات بتا چکا تھا جس پر اسامہ کے صحیح معنوں میں اوسان خطا ہو گئے تھے۔

"تم ایسے بیچ راہ میں چھوڑ کر یوں نہیں جا سکتی نازنین" اسامہ مدھم آواز میں بڑبڑایا۔

جبکہ حذیفہ بیس منٹ کی تیز ڈرائیو کے بعد اب ہسپتال پہنچ چکا تھا۔

ریسیپشن سے نام اور کمرہ نمبر پوچھتا وہ اب راہداری میں تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر وہاں پہنچ جائے۔اس کے قدم خود بخود کمرہ نمبر 309 کے سامنے آ کر رکے۔یکلخت اس کو احساس ہوا جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"بابا نے جاتے ہوئے نازو کی زمہ داری مجھے دی تھی میں ہی اس کا خیال نا رکھ سکا"

وہ دل مسوس کر بس یہی سوچ سکا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے کمرے میں قدم رکھا سامنے ہی ہسپتال کے سفید گاؤن میں وہ بستر پر ہوش و حواس سے بیگانہ دکھائی دی۔اس کا سر پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ جس سے قطرہ قطرہ وہ محلول اس کی رگوں میں تحلیل ہو رہا تھا۔

دایاں بازو بھی پٹیوں میں قید تھا۔ابھی وہ اس کی جانب قدم بڑھاتا کہ اس کے کندھے پر کسی کا مضبوط ہاتھ آن ٹھہرا۔اس نے گردن گھما کر دیکھا تو سامنے ہی اسامہ موجود تھا۔اس کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر آئیں۔ جبکہ حوش و ہواس سے بیگانہ نازنین کو دیکھ کر اسامہ کو بھی اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ابھی کل کی ہی تو بات تھی کہ وہ اس کو مہکتا شاداب دیکھ کر گیا تھا اور آج وہ مرجھائی بستر پر پڑی تھی۔

"اب تو عورتوں کی طرح رونا مت شروع کر دیں! مرد بن مرد"۔۔۔اسامہ کی بات پر اتنی سنجیدہ صورتحال میں بھی حذیفہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"آنٹی نہیں آئیں اور ساحر بھائی؟" اسامہ کے سوال پر حذیفہ کی نظروں میں تلخ تاثر ابھرا۔

"امی کو تو فون کیا تھا مگر انہوں نے اٹھایا ہی نہیں۔ ساحر بھائی کو تم سے پہلے کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ آ رہے ہیں مگر آئے نہیں ابھی تک۔" حذیفہ تکان زدہ لہجے میں بولتا نازنین کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے قریب جا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر پیچھے ہٹا۔ نمکین پانی آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر ہلکورے لینا شروع ہو چکا تھا۔

"میں بہت ڈر گیا تھا نازو! اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا۔ مجھ سے کون لڑتا جھگڑتا۔ میرے سے کون اپنی ضدیں منواتا"۔۔۔اب کہ وہ اس کا ہاتھ تھامے بولتا چلا جا رہا تھا۔ نازنین اس کی چھوٹی اور اکلوتی بہن تھی جس پر اس کو ایک خراش تک برداشت نہیں تھی۔ مگر آج! وہ اس قدر زخمی تھی۔

اسامہ بھی یہ منظر دیکھ کر مزید اداس ہو گیا۔ دل ہی دل میں خود کو کوسا کہ کیوں ستایا اس معصوم کو۔ اس کی زندگی تو پہلے ہی اجیرن کر رکھی تھی سب نے۔ وہ بھی ان

سب میں شامل ہونے جا رہا تھا۔ مگر دل کا کیا کرتا وہ مجبور تھا۔اور اندر کا شیطان اس سب پہ حاوی! محبت تھی یا خود غرضی! وہ ہوگی تو میری۔ ورنہ کسی کی نہیں۔

"نازواب اٹھ بھی جاؤ! اور کتنی دیر سوگی" اسامہ جھنجلاہٹ آمیز لہجے میں بولا۔

" کہیں کوما میں تو نہیں چلی گئی؟" اسامہ نے بے اختیار سوچتے جھرجھری لی۔ مگر پھر خود ہی اپنی سوچ پر دو حرف بھیجتا آگے بڑھا۔

اتنے میں ہی نرس اندر داخل ہوئی اور ان دونوں کو یوں اس کے سر پہ سوار دیکھتے ہی اس کی تیوری چڑھ گئی۔

"آپ لوگ یوں پیشنٹ کے سر پہ سوار نا ہوں۔ ان کو شدید چوٹیں آئی ہیں سر میں اس وجہ سے ان کو ہوش میں آنے میں تھوڑا ٹائم لگے گا۔

آپ یوں ان کو مت ستائیں"۔۔۔ نرس اتنا کہہ کر نازنین کے قریب آئی اور ڈرپ اتارنے لگی جو کہ اب ختم ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

جبکہ اس کی بات پر حذیفہ اور اسامہ ہکا بکا کھڑے تھے۔

مطلب اپنی عزیز جان ہستی کی یہ حالت دیکھ کر ان کا دل ہول اٹھا تھا اور نرس ان دونوں کو ستانے کا الزام دے رہی تھی۔ان کے تاثرات دیکھتے ہی وہ نرم پڑی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ اس وقت پریشان ہیں۔ مگر انہیں ابھی آرام کرنے دیں۔ایک دو گھنٹے تک انہیں خود ہی ہوش آجائے گا۔"۔۔۔نرس اتنا کہ کر اس کے دوسرے ہاتھ میں ڈرپ لگا رہی تھی۔

"دیکھو کتنی بے دردی سے سوئی لگائی ہے میری بہن کے ہاتھ میں۔

ارے باجی آرام سے لگائیں"۔۔۔حذیفہ ایک مرتبہ پھر سے بولا جس پر نرس تیورا کر گھومی۔

جس پر حذیفہ یکدم گڑ بڑا گیا۔

"ریلیکس! میری جان۔ تیری شیرنی بہن کا اس سوئی سے کچھ نہیں بگڑتا"۔۔۔اسامہ مسکراتے ہوئے بولا اور باہر نکل گیا۔نرس بھی اپنا کام مکمل کرتی باہر جا چکی تھی۔

پیچھے حذیفہ گہری سانس بھرتا کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔اس کی ماں اس قدر اپنی اولاد سے لاپرواہ ہو گی اس نے سوچا بھی نا تھا۔

بلکہ زیادہ غصہ اسے ساحر پر آرہا تھا کیونکہ آدھا گھنٹہ گزرنے کے باوجود اس کے آنے کے کوئی آثار نہیں تھے۔

نجانے اس کے بابا کا کیا گیا یہ فیصلہ ان کے حق میں اچھا ثابت ہوتا بھی کہ نہیں؟

سبز رنگ کے ڈھیلے ڈھالے کرتے کو زیب تن کئے جس کے ساتھ کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر تھا وہ اپنی دراز قدو قامت کے ساتھ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائے اب وہ ہونٹوں کو رنگ رہی تھی۔

آج میک اپ کے نام پر گلابی رنگ اس کے ہونٹوں پہ چڑھا تھا باقی کا چہرہ ہر قسم کی آرائش سے پاک تھا۔سیاہ سنجیدہ وہ روشن آنکھیں ہمیشہ کی طرح پر کشش دکھائی دے رہی تھیں۔

آج ایک ان دیکھی خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔کیونکہ اس کا خواب اپنی تکمیل کے مراحل میں تھا۔

باہر ہارن کی آواز سنتے ہی اس کے گلابی ہونٹوں پر تبسم چھا گیا۔

اور اپنی سیاہ ہیلز کو ایک نظر دیکھتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

سامنے ہی جدید طرز سے بنے لاؤنج میں شہریار ملک اپنی پوری وجاہت سمیت صوفے پہ بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔

ہانیہ نرم مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"I must admit that you are getting prettier day by day”

ہر بار کی طرح کہا جانے والا جملہ آج بھی ہانیہ کی سماعتوں میں گونجا۔

جس پر وہ اک ادا سے مسکرا دی۔

"مسٹر شہریار میری تعریف تو آپ ہر ملاقات میں ہی کرتے ہیں۔ مدعے کی بات پر آئیں میرے کام کا بتائیں"۔۔۔ہانیہ قدرے رکھائی سے بولی۔ جس پر شہریار پراسرار طریقے سے مسکرا دیا۔

"ارے مس ہانیہ! کول ڈاؤن۔ مہمان کو چائے پانی کا بھی پوچھ لیتے ہیں"۔۔۔مقابل اتنے ہی پرسکون لہجے میں بولا۔

"آپ کی بلیک کافی، چینی کے بغیر جلد ہی ادھر آپ کے سامنے موجود ہو گی۔"ہانیہ اب کہ نرم مسکراہٹ سے بولی۔ آخر کو ابھی کام باقی تھا۔

"آپ جانتی ہیں کہ ہماری مووی کا ٹریلر دو دن بعد ریلیز ہو جائے گا۔اسی سلسلے میں ہمارے آنر میں ایجنسی نے پارٹی ارینج کی ہے۔مجھے امید ہے آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گی"۔۔۔ملازم بھاپ اڑاتے کافی کے دو مگ میز پر رکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ٹرے میں براؤنیز بھی موجود تھیں جن کو دیکھ کر شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔

"نائس !آپ کو یاد تھا کہ مجھے براؤنیز پسند ہیں "شہریار متبسم لہجے میں بولا۔

"جی جانے والے کی آخری خواہش پوری کر دینی چاہیئے نا"ہانیہ بھی مگ اٹھاتی مسکرا کر بولی۔جبکہ اس کی بات پر شہریار نے اس کو اچھنبے سے دیکھا۔جیسے کہنا چاہ رہا ہو'جانے والے کی'

"کیونکہ یہ میرا پہلا اور آخری پراجیکٹ ہو گا فلم کا۔اس کے بعد میں کچھ اور کرنے کا سوچوں گی"۔۔۔ہانیہ الجھن دور کرنے والے انداز میں بولی جس پہ شہریار مسکرا دیا۔

'یہ در حقیقت تمہاری پہلی اور آخری بربادی ہوگی ہانیہ عبید!'

من ہی من می سوچتے شہریار مسکرادیا۔

اور آنکھوں کے سامنے سبز آنکھیں گھوم گئیں۔چہرے پر ایک شاطرانہ مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں مسکرا رہے ہو"۔۔۔ہانیہ بغور چہرے کے تاثرات جانچ رہی تھی جبھی بول اٹھی۔

"کچھ نہیں بس یاد آگئی تھی کسی کی! خیر شکریہ کافی کے لئے۔اب میں چلتا ہوں"

شہریار اتنا کہتا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ ہانیہ ہنوز ویسے ہی بیٹھی رہی۔ایک الوداعی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتا شہریار خارجی راستے کی جانب مڑ گیا جبکہ ہانیہ اب کہ تذبذب کا شکار دکھائی دے رہی تھی۔

'کچھ برا ہونے کی بو آرہی ہے مجھے۔لیکن کیا؟ سمجھ سے باہر ہے'

وہ من ہی من میں صرف اتنا سوچ سکی۔ پھر سر جھٹک کر مسکرا دی۔ شائد وہ زیادہ ہی سوچ رہی تھی۔

اسحاق علی کے بنگلے پر خوب رونق بکھری ہوئی تھی کیونکہ دو دنوں سے ہاجرہ یہاں رہنے کے لئے آئی ہوئی تھی۔ جس کے باعث خنساء بھی دو دنوں سے گھر پہ ہی موجود تھی۔

ہاجرہ شادی کے بعد پہلی مرتبہ گھر رہنے کے لئے واپس آئی تھی۔

اسماعیل جو اسے دو دنوں سے چھوڑ کر گیا ہوا تھا کچھ دیر قبل ہی یہاں لوٹا تھا۔

ہاجرہ جو کمرے میں بیٹھی ہاتھوں پر مہندی سوکھنے کا انتظار کر رہی تھی اب کہ اکتا کہ کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگانا شروع ہو چکی تھی۔

اسی اثناء میں اسماعیل اس کو ڈھونڈتا ہوا ادھر آنکلا۔اس کے جھنجھلاہٹ زدہ تاثرات دیکھ کر اسماعیل کے لبوں پہ تبسم چھا گیا۔اسی مسکراتے چہرے سنگ وہ کمرے میں داخل ہوا جس کو دیکھ کر ہاجرہ ایک دم حیران رہ گئی۔

"ارے آپ یہاں؟آپ تو کل نہیں آنے والے تھے؟"۔۔۔حیران لہجے میں استفسار کیا۔

"ہاں مگر آپ کی یاد ایک دن پہلے ہی کھینچ لائی" دلکش لہجے میں بولتے وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔سفید نازک ہاتھ مہندی کے نقش و نگار سے مزید حسین دکھائی دے رہے تھے۔

جبکہ اسماعیل کی اس بات پر ہاجرہ مسکرا دی۔

"یعنی آپ کو میں یاد آرہی تھی"۔۔۔یقین دہانی چاہی۔

"جی بالکل!"۔۔۔دوسری جانب سے یقین دلایا گیا۔

"مگر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میری بجائے میرے ہاتھ کی چائے یاد آرہی تھی آپ کو؟" ہاجرہ سوچنے والے انداز میں گال پہ انگلی رکھے بولی۔ جس پر اسماعیل بے اختیار قہقہہ لگا گیا۔

اور اس کے قریب آتے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا جس پر ہاجرہ یکدم سٹپٹا گئی۔

"آپ بہت عقلمند ہوتی جارہی ہیں جانم" اسماعیل اس کے ہاتھوں کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔ جس پر ہاجرہ نظریں جھکا گئی۔

"اسماعیل میرے ہاتھ چھوڑیں۔ ابھی خنساء نے آجانا ہے" ہاجرہ دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"آنے دیں! پھر کیا ہوا" مقابل کا لاپرواہ انداز حیران کرنے کو کافی تھا۔ ہاجرہ آنکھیں پھیلائے اسماعیل کا چہرہ تکنے لگی۔

"آپ "۔۔۔ہاجرہ ابھی اتناہی بولی تھی کہ اسماعیل اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔میں جانتا ہوں یہی کہیں گی آپ"۔

مقابل کے خود تعریفی کلمات سن کر ہاجرہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"حد ہو گئی مطلب کچھ بھی"ہاجرہ اب کہ آنکھوں کو گھماتی بولی۔

"ابھی تو کچھ نہیں! خیر بعد میں دیکھیں گے"اسماعیل نے اتنا کہتے اس کے ہاتھوں کو لبوں سے چھوا جب کہ ہاجرہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔ابھی جو خنساء آجاتی تو اس کا کتنا مزاق اڑاتی۔

مگر اسماعیل اب اس کے ہاتھ چھوڑ کر صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

جبکہ ہاجرہ یونہی سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا جو آپ یوں لال ٹماٹر ہو رہی ہیں۔"۔۔۔مقابل کا شرارتی انداز سلگانے کو کافی تھا۔ایک تو وہ کب سے اس شخص کی کنفیوز کرتی نگاہوں کے حصار میں تھی اوپر سے اس کی باتیں۔ہاجرہ گہری سانس بھرتی پلٹی۔

اتنی دیر میں خنساء بھی آگئی۔

"ارے اسماعیل بھائی آپ کب آئے"خنساء چہکتی ہوئی بولی۔

"گڑیا میں بس تھوڑی دیر پہلے ہی آیا ہوں۔تم سناؤ کیسی ہو؟

یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے"۔۔۔اسماعیل نرم لہجے میں مستفسر ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں۔اور یونیورسٹی کا تو مت پوچھیں! اتنا کام کا لوڈ ہے اف۔خیر آپ یہ کافی پیئیں۔"خنساء ٹرے میز پر دھرتی ہوئی بولی۔جس میں دو مگ تھے اور ساتھ میں کیک کے دو سلائسز موجود تھے۔

"میں اپنے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں" خنساء اٹھ کر جانے لگی مگر اسماعیل کے آواز دینے پر رک گئی۔

"ارے میں اور ہاجرہ شئیر کر لیں گے۔ڈونٹ وری"۔

جبکہ اس جملے پر ہاجرہ نے اسماعیل کی جانب تندہی سے دیکھا جس پہ اسماعیل کھسیانی ہنسی ہنس دیا۔مانا کہ وہ گھر میں ہمیشہ اس کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر خنساء کے سامنے یہ سب کہنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔

"اووو! انٹرسٹنگ" خنساء او کو لمبا کھینچتی ہوئی بولی جس پہ ہاجرہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

www.novelsclubb.com

"ہاؤ کیوٹ۔ کتنا خیال رکھتے ہیں آپ ہاجرہ کا بھائی" اب کہ دوسرا جملہ پھینکا جس پر ہاجرہ کا چہرہ تمتما اٹھا۔

"اور ایسے ہی ہمیشہ میری بہن کا خیال رکھئیے گا" خنساء اب کہ ہاجرہ کے گرد بازوؤں سے حصار باندھتی ہوئی بولی جس پر ہاجرہ کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

"تم فکر مت کرو گڑیا! میں اپنی بیوی کا ویسے ہی بہت خیال رکھتا ہوں۔ نہیں یقین تو ہاجرہ سے پوچھ لو" اسماعیل لو دیتی نگاہوں سے ہاجرہ کی جانب دیکھتا بولا جس پر ہاجرہ جھینپ کر مسکرا دی۔

"اچھا چلو آؤ اب کافی پی لو! میں نے تو اپنے حصے کی پی لی"۔۔اسماعیل کپ ہاتھ میں پکڑے بولا جبکہ خنساء بھی مسکرا کر اپنا کپ اٹھا گئی اور سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔

مگر موبائل فون رنگ ہونے کے باعث سے معزرت کرتی اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔اب پیچھے ہاجرہ اور اسماعیل کی نوک جھوک جاری تھی۔

دوسری جانب خنساء ماتھے پہ بل لئے اسکرین کو گھور رہی تھی۔

سنا تو بہت تھا یہ سب مگر اب اس کے ساتھ بھی یہ سب شروع ہو چکا تھا۔ گہری سانس بھرتی وہ فون کان سے لگا گئی۔

"کیا مسئلہ ہے؟ یہاں کوئی اولڈ ہاؤس نہیں ہے جہاں آپ اپنے والدین کو چھوڑ کر گئے ہیں" بے زار جھنجھلاہٹ آمیز لہجہ۔

"مگر میں نے تو کسی اولڈ ہاؤس میں کال نہیں کی" مقابل حیرانی سے بولا۔

"جی میں بھی وہی کہہ رہی ہوں۔ خدا حافظ! اب ہمارا مزید وقت ضائع مت کیجیئے گا۔ شکریہ!"۔۔۔ خاصا پیشہ ورانہ لہجہ تھا جبھی مقابل بھی گڑ بڑانے پر مجبور ہو گیا۔

خنساء کال منقطع کرتی پلٹی مگر موبائل فون ایک مرتبہ پھر سے تھرتھرایا۔ اب کی بار 'سن آف انکل جمال کالنگ' لکھا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔ وہ ہمیشہ اپنے کانٹیکٹس ایسے ہی محفوظ کرتی تھی۔ جیسی نسبت ویسا نام!

"مرحبا! آج ہماری یاد کیسے آگئی"۔۔۔خنساء اپنے ازلی شوخ لہجے میں بولی جس پہ ایک پل کو حذیفہ مسکرا دیا۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کی کہی بات نے خنساء کو چار سو والٹ کا جھٹکا لگا دیا۔

"کیا؟ کب؟ کہاں؟ کیسے" وہ یہ سب سن کر سکتے ہوئے بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں بابا کے ساتھ"۔۔۔خنساء اڑی رنگت کے ساتھ مڑی اور کمرے کی جانب بھاگی۔

"ہاجرہ! اسماعیل بھائی وہ نازو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ جلدی چلیں ہاسپٹل جانا ہے"۔۔۔ہڑبڑائے لہجے میں کہتی وہ اپنی شال اپنے کندھوں کے گرد پھیلا رہی تھی۔

"اچھا تم لوگ چلو میں ہاتھ دھو کر آتی ہوں"۔۔۔ہاجرہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جبکہ اسماعیل نازنین کے حادثے کا سن کہ پریشان ہوا ہی تھا ان دونوں بہنوں کی ہڑبونگ نے الگ ڈرا دیا تھا۔

"ہاجرہ آپ آرام سے ہاتھ دھو کہ آ جائیں۔میں نیچے گاڑی میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں" اسماعیل اتنا کہتا باہر کی جانب چل دیا۔خنساء نیچے خالی لاؤنج دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

ملازمہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی ماما، بابا دونوں باہر کسی کام سے گئے ہیں۔

اتنے میں اسماعیل بھی وہاں آ گیا۔

"بھیا مما، بابا تو گھر ہیں نہیں! آپ لیں چلیں مجھے نازو کے پاس"۔خنساء اب کہ بیچارگی سے بولی۔

"اچھا بس ہاجرہ آ جائے پھر ہم لوگ نکلتے ہیں"۔

ادھر اگر ہوش وحواس سے بیگانہ وجود پر نظریں دوڑاؤ تو ایک چہرہ اس کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے دکھائی دے گا۔

یہ چہرہ اسامہ علی خان کا تھا۔

حذیفہ جو ہسپتال کے بل ادا کرنے کو گیا ہوا تھا اس وقت سخت کوفت زدہ تھا۔نا تو اس کی ماں پہنچی تھی نا ہی اس کی بہن کا شوہر! وہ کس کس کو کوستا؟

جبکہ اسامہ بس نازنین کی بند آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔

جو ہسپتال کے سفید گاؤن میں کوئی معصوم سا فرشتہ دکھائی دے رہی تھی۔

وہ اتنی سادگی میں بھی قیامت ڈھاتی تھی۔جب تیار ہو گی تب کیسی دکھے گی۔

نازنین جمال کا چہرہ اسامہ علی خان کا پسندیدہ چہرہ بن چکا تھا۔

اس کی سیاہ سرمئی پلکوں کی باڑ اس کو اپنی جانب کھینچتی تھی۔

خوبصورتی تو اس نے بہت دیکھی تھی مگر ایسی پاکیزگی اور معصومیت اس کی آنکھوں نے نا دیکھی تھی۔

اس لمحے اسامہ علی خان پر یہ اعتراف ہوا تھا کہ یہ لڑکی اس کے لیے آتی جاتی سانس کی مانند ہے۔اور اپنی سانسیں وہ اپنے ہاتھوں سے کیسے چھین سکتا تھا۔

بے خودی میں اس کے رخسار کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر اس کی مدھم سرگوشی نے اسامہ علی خان کا سحر توڑا۔

"بابا" وہ بند آنکھوں کے ساتھ بس اتنا بولی۔اور پھر ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول گئی۔اس کی محسوس کرنے کی حس عام لوگوں کی نسبت کافی تیز تھی اور اب بھی وہ یہاں کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کر سکتی تھی۔لیکن ارد گرد نظریں گھما کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا وہاں۔

مگر اس شخص کی چاپ سے وہ نا آشنا تھی۔اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔جسم سارا سن پڑا تھا۔اتنے میں دروازہ کھلا اور نرس اندر داخل ہوئی۔

"شکر ہے اللہ کا کہ آپ کو ہوش آگیا۔آپ کے بھائی اور ہسبینڈ بہت پریشان تھے آپ کے لئے"۔۔۔نرس کی بات سن کر نازنین حیران ہوئی۔

حذیفہ کو کیسے یہ سب پتا چلا؟اور ساحر وہ تو ابھی باہر تھا! وہ کب واپس آیا۔

"ابھی بھی وہ یہیں پر موجود تھے کچھ دیر پہلے۔آپ کو پورے تین گھنٹے بعد ہوش آیا ہے اور وہ مسلسل تین گھنٹے یہیں موجود رہے ہیں"۔۔۔نرس کی اس بات پر اب کی بار نازنین کا دل عجب لے پر دھڑکا۔مطلب وہ سچ میں واپس آگیا تھا۔اور آتے ساتھ ہی اس کو وہ کس حال میں ملی تھی یہ سوچ آتے ہی نازنین کو خفت محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"میں آپ کے گھر والوں کو اطلاع دیتی ہوں"نرس اتنا کہہ کر باہر جانے لگی مگر نازنین کی بات پر حیرانگی سی مڑی۔

"مجھے میرا اسکارف دے دیں اور بیٹھنے میں مدد کر دیں"۔۔۔لہجہ نقاہت زدہ تھا۔مگر سیاہ آنکھوں سے پھوٹتی سنہری روشنی ویسی ہی تھی روزاول کی طرح۔

جن کو کوئی بھی اگر ایک مرتبہ دیکھتا تو ٹھٹک جاتا۔یہی حال کچھ اس نرس کا بھی تھا۔

"اچھا میں دیکھتی ہوں۔آپ کا اسکارف تو نہیں مل سکتا مگر یہ ایک ایکسٹرا ہے یہ آپ لے لیں۔"۔۔۔نرس اس کو بیٹھنے میں مدد دے رہی تھی۔اور اب وہ اس کے بالوں اور کندھوں سے کے کر سینے تک اسکارف پھیلا چکی تھی۔

"شکریہ!"۔۔۔نازنین فقط اتنا بولی۔جس پر نرس نرم مسکراہٹ کا تبادلہ کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔جبکہ نازنین محسوس کرنے لگی کہ کس جگہ کتنی چوٹ آئی ہے۔

وہ سامنے موجود دیوار کو گھور رہی تھی جب حذیفہ اور اسامہ اندر داخل ہوئے۔نازنین اب کہ اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ کو دیکھ رہی تھی۔جہاں سفید جلد نیلاہٹ کا شکار تھی۔

"نازنین میری پیاری بہن تم نے کیوں کیا یہ سب؟"حذیفہ اس کے سامنے آتا ہوا بولا جس پر نازنین نے 'میرا مرنے کا دل کر رہا تھا' والی نظروں سے دیکھا۔جس پر حذیفہ گڑ بڑا گیا۔

"میرا مطلب تھا تم گاڑی کی اسپیڈ کم رکھتی نا۔" تصحیح کی۔

"ہیئے نازو تم کچھ بول کیوں نہیں رہی" حذیفہ اب کہ پریشان ہوتا اس کی نظروں کے سامنے ہاتھ ہلاتا بولا۔

"کہیں اندھی تو نہیں ہو گئی" اسامہ کی مدھم آواز پہ حذیفہ نے گردن موڑ کہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

جس پر وہ زبان دانتوں تلے دبا گیا۔

"ماما کہاں ہیں" نازنین کے لبوں سے محض یہی جملہ ادا ہوا تھا۔

جس پر حذیفہ کی زبان تالو سے چپک گئی۔ وہ کیا جواب دیتا کہ اس کی ماں اپنی سوشل ورکنگ میں اتنی مصروف تھی کہ اپنی بیٹی کے پاس نا آسکی۔

اس کے برعکس اسامہ نازنین کو دیکھ رہا تھا جو خود کو اسکارف سے مکمل ڈھانپے ہوئے تھی۔ کچھ لمحے پہلے یہ اسکارف اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ اچھنبے سے اس لڑکی

کو دیکھ رہا تھا جو اپنے ہر فعل کی کتنی پابند تھی۔اور اگر وہ اس کی انہی حرکتوں کے باعث وہ اس سے نفرت کرنے لگے گی تو کبھی بھی محبت نہیں کر پائے گی۔یہ سوچ کر اسامہ نے بے ساختہ جھر جھری لی۔جبکہ نازنین ہنوز اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔ذہن میں الفاظوں کا ذخیرہ فی الوقت ندارد تھا۔

اسی اثناء میں کمرے میں نووارد کی آمد ہوئی۔آنے والا ساحر اور اس کے ساتھ شاہین تھیں۔

"ماں تمہاری کو سیر سے فرصت ملتی تو یہاں آتی بچے۔خیر خالہ آگئی ہیں نا! کیسی ہو اب تم" نازنین کے سوال کا جواب ثمرین نے دیا جس میں طنز شامل تھا۔جس پر حذیفہ نے ملتجی نگاہوں سے اپنی خالہ کو دیکھا۔

"خیر پہنچی تو آپ بھی فرصت نکال کے ہیں خالہ جان!" وہ بھی کہاں ادھار رکھنے والوں میں سے تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھا یہی اس کی حرکتیں ہیں۔ موت کے منہ سے واپس آئی ہے مگر حرکتوں سے باز نہیں آئی"۔۔۔ ثمرین کی دکھتی رگ کا درد جاگ اٹھا۔

"ممی ریلیکس! ہم یہاں اس کو دیکھنے کے لئے آئیں ہیں۔ کسی اور وقت جھگڑ لیجئیے گا" اپنی مسکراہٹ دباتے وہ اتنا بولا جس پر ثمرین تن فن کرتی کمرے سے باہر چل دیں جس پر حذیفہ بھی ان کے پیچھے لپکا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری واپسی پر میرا ویلکم تم یوں کرو گی نین"۔۔۔اور یہاں سوئی جاگی کیفیت والا دماغ پوری طرح سے بیدار ہوا۔

نازنین نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو ہمیشہ کی طرح اپنی وجیہہ شخصیت سنگ وہ شخص کھڑا تھا۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے ساحر کو دیکھ رہی تھی۔

جبکہ اسامہ دروازے پر کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

بے اختیار وہ واپسی کو پلٹنے لگا مگر نازنین کے منہ سے نکلے لفظوں نے اس کے قدم منجمد کر دیئے۔

"قسمت میں یہی لکھا تھا۔کہ آپ جب آئیں تو میں یوں ہسپتال کے بستر پہ پڑی ہوں۔"۔۔۔جس پر ساحر تو محظوظ ہوا۔

"کہیں یہ خودکشی کی کوشش تو نہیں تھی میری جدائی میں"۔۔۔نازنین کی جانب جھکتے ساحر نے سرگوشی نما آواز میں پوچھا جس پر وہ طنزیہ ہنسی۔

"کم سے کم خودکشی کی توقع نازنین جمال احمد سے مت رکھیئے گا"

"نازنین ساحر علی خان ہو تم اب! جتنی جلدی یہ بات دماغ میں بٹھالو اچھا ہے" نازنین کو سخت لہجے میں باور کروایا۔

"کیوں کیا ساحر علی خان میرا باپ یا بھائی ہے؟ یا تایا یا چچا؟"معصومیت سے سوال داغا۔

دوسری جانب اسامہ جو قسمت والی بات پہ پریشان تھا اس بات پہ کھل کے مسکرا دیا۔

"ہسپتال کے بستر پہ بھی اس لڑکی کو چین نہیں تھا!"اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"تمہارا شوہر ہے"ساحر کی جانب سے تین لفظی جواب آیا۔

کیونکہ سوال تو اس کے سر سے ہی گزر گیا تھا۔

"یہی تو! شوہر ہے تو اپنی حیثیت پہچانے۔خود کو غلط جگہ فٹ نا کرے"۔۔۔مزے سے کہتے وہ اب بستر پر نیم دراز ہو گئی۔ ثمرین اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھیں وگرنہ ان کا لمبا شکائیتی بیان شروع ہو جانا تھا۔

جبکہ ساحر نازنین کے قریب آتا بیڈ پر موجود تھوڑی سی خالی جگہ موجود تھی وہاں بیٹھ گیا۔اتنے عرصے بعد کی پہلی ملاقات وہ تلخیوں کی نظر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نین !کیا تم پیار سے بات نہیں کر سکتی ہو"۔۔۔نجانے کیوں وہ یہ سوال کر بیٹھا۔

جبکہ اس کے یوں قریب آنے پر ایک پل کو نازنین حیران ہوئی اور سیدھی ہو بیٹھی۔

"کر سکتی ہوں اگر آپ مجھ سے بات کریں تب"۔۔۔یہ جواب مقابل کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

اور یوں ساحر اس کا ہاتھ تھامتا لبوں کے قریب لے گیا۔اور دوسری جانب بس یہیں تک تھی اسامہ کی برداشت !

وہ طیش کے عالم میں واپس پلٹ گیا۔

ہاتھ کی پشت پر اپنا نرم لمس چھوڑتے وہ اس کا ہاتھ اپنی گود میں رکھ چکا تھا۔

جبکہ نازنین نظریں جھکائے اپنے ہاتھ کو تک رہی تھی جو اس کے دونوں ہاتھوں میں مقید تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ وقت، اور جگہ ٹھیک نہیں ہے اس سب کے لئے لیکن بعد میں وقت ملے گا بھی نہیں یہ سب کہنے کے لئے"۔۔۔وہ کچھ پل کو رکا۔اس کی جھکی نظروں اور سرخ چہرے کو دیکھا۔اور پھر کہنا شروع ہوا۔

"تم چاہے حجاب کرو یا نا کرو! میں تمہیں نہیں روکوں گا۔

تم اپنے تمام معاملات میں آزاد ہو۔بس ایک چیز مت کرنا"۔۔ایک مرتبہ پھر خاموشی نے اپنی جگہ بنائی۔اس بار نازنین نے نظریں اٹھائیں اور اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔جیسے کہنا چاہ رہی ہو کیا نا کرنا؟

"شراکت داری نا کرنا۔میری وفادار رہنا"۔۔ساحر اپنی بات مکمل کر گیا تھا مگر نازنین سانس تک نا لے سکی۔چہرے کا رنگ یکلخت ہی بدلا تھا۔مگر اگلے ہی پل وہ نارمل ہو چکی تھی۔

"آپ یقین رکھیں مجھ پر! مرتے دم تک آپ کی وفادار رہوں گی"۔

اور یوں انجانے میں کیا وعدہ کیا پورا ہو سکتا تھا یا نہیں؟

یہ تو اب وقت ہی بتا سکتا تھا۔

سبز آنکھوں میں نمی لئے عائشہ اسکول میں بینچ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے گال سرخ ہو رہے تھے۔وہ جیسے رو دینے کو تھی۔

تبھی ایک بارہ سالہ لڑکا اس کو یوں دیکھ کرنا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب قدم بڑھا گیا۔

"ہیلو! کیا تم مجھے اپنا نام بتانا پسند کرو گی گڑیا"

اس آواز پر عائشہ نے تحیر سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ میرا نام کیوں جاننا چاہتے ہو؟"۔۔۔سوال کے بدلے سوال۔

www.novelsclubb.com

"کیوں کہ میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں لٹل پرنسس!"۔۔۔اب کہ وہ لڑکا اس کے برابر میں موجود خالی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے نہیں کرنی آپ سے دوستی!"۔۔رکھائی سے جواب دے کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ چھ سال کی ہو گئی تھی مگر اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار تھی۔اس لڑکے کی نظریں عجیب تھیں۔اور یہ عنائیت اس کے ماں باپ کے مرہون منت ہی تھی۔

"اچھا نام تو بتاتی جاؤ پرنسس" وہ لڑکا ایک بار پھر ہانک لگاتا ہوا بولا۔

"Shut your mouth please! I am not a princess."

عائشہ رکھائی سے کہتی چل دی جبکہ اس کی دوست جو ہاتھ میں برگر پکڑے ہوئے تھی اس کے برابر ساتھ چلنے لگی۔

"یہ لو یہ تمہارے لئے ہے"۔۔زرتاشہ اس کی جانب بر گر بڑھاتی ہوئی بولی جس کو عائشہ نے بے تکلفی سے پکڑ لیا۔

"کیا کہہ رہا تھا حسام تم سے"۔۔زرتاشہ بر گر کی بائٹ لیتی ہوئی بولی۔

"کون حسام؟"عائشہ نے گردن موڑ کر پوچھا۔

"وہی جو ابھی کچھ دیر پہلے بینچ پر بیٹھا تھا"۔

"اچھا وہ! کچھ خاص نہیں بس دوستی کا کہہ رہا تھا"لاپرواہ لہجہ!

"مگر تم اس کا نام کیسے جانتی ہو"دماغ میں آنے والا خیال زباں پر آگیا۔

"کیونکہ بد قسمتی سے وہ میرا کزن ہے۔"نخوت بھرا لہجہ۔

"اور وہ بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔

He is a bad boy!”

زرتاشہ کا لہجہ سرد تھا جس پر عائشہ کو حیرانی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"سمجھ نہیں آئی"مقابل نا سمجھی سے بولی۔

"She touches my younger sister badly!

And you know what I caught him and told my daddy!"

عائشہ ہونق بنی سن رہی تھی۔

ہاتھ میں پکڑا برگر زمیں بوس ہو چکا تھا۔

"پھر انکل نے کیا کیا"وہ خود کو پوچھنے سے باز نا رکھ سکی۔

"کرنا کیا تھا! بابا نے اچھی خاصی دھلائی کی! اور ماموں کو سختی سے منع کر دیا کہ یہ ہمارے گھر نہیں آئے"۔ زرتاشہ پر سکون سی بولی۔

"اوہ"رکی ہوئی سانس خارج کی۔

"تمہیں اسی لئے بتا رہی بچ کر رہنا۔ہم دونوں ابھی بہت چھوٹے ہیں۔اور اسی لئے شائد وہ ہمارے ساتھ ایسا کر رہا ہے" زرتاشہ نے اپنا خیال بتایا اور پھر زمین پر گرا بر گرا اٹھایا۔

"یہ تو خراب ہو گیا۔ چلو نیا لینے چلتے ہیں" عائشہ کی پھیکی رنگت کو دیکھتی زرتاشہ مسکرا کر بولی۔ جس پر وہ سر ہلاتی آگے بڑھ گئی۔

جبکہ پیچھے حسام ان دونوں کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں شیطانیت رقصاں تھی جو اس کو ایک بارہ سالہ بچے کا تاثر بالکل نہیں دے رہی تھی۔

خنساء ہسپتال پہنچتے ہی ریسیپشن کی جانب دوڑی تھی۔ جبکہ ہاجرہ اور اسماعیل بس اس کو دیکھتے ہی رہ گئے۔

"اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا"۔ہاجرہ سر کو نفی میں جنبش دیتی ہوئی بولی۔

نام اور کمرہ معلوم کرنے کے بعد وہ مطلوبہ جگہ پہنچ چکی تھی۔ جہاں حذیفہ کو دیکھ کر اس نے گہری سانس لی۔

"حذیفہ کیسی ہے نازنین اب؟"۔ ٹھہرے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"الحمداللہ اب ٹھیک ہے۔ ہوش آگیا ہے اس کو" وہ مسکراتا ہوا بولا۔ جبکہ اسامہ جو سرخ چہرہ لیے اسی جانب آرہا تھا اس کو دیکھ کر رکا۔

"مجھے کچھ ضروری کام ہے۔ اب میں چلتا ہوں" اتنا کہتا وہ ہوا کے جھونکے کی مانند گزر گیا جبکہ اس کے غصے کی سمجھ ان دونوں کو نا آئی۔

اتنے میں اسماعیل اور ہاجرہ بھی پہنچ چکے تھے۔

"کیسی ہے اب نازنین؟ زیادہ چوٹ تو نہیں لگی نا" ہاجرہ بھی فکر مند لہجے میں بولی۔

"نہیں وہ ٹھیک ہے اب۔ آپ لوگ اس سے مل لیں میں ذرا بل کلئیر کر آؤں"۔

اتنا کہہ کر حذیفہ باہر کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ لوگ کمرے کی جانب۔

ساحر جو کمرے سے باہر آیا تھا ان لوگوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ جس پر ہاجرہ اور اسماعیل تو رسمی سلام دعا کرنے لگے جبکہ خنساء اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"نازو یہ کیا حال بنالیا ہے تم نے؟ کوئی ایسے بھی کرتا ہے بھلا؟"۔۔۔خنساء ناراضی سے بولی۔

"اب میں نے کیا کر دیا" دوسری جانب سے معصومیت بھرا سوال سن کے خنساء نے آنکھیں پھیلائیں۔

"تم نے ہم سب کی جان نکال دی تھی یار! ہم سب کتنا پریشان ہو گئے تھے" ۔۔۔اب کہ خنساء اس کے قریب آتی ہوئی بولی۔

"دیکھاؤ کتنی چوٹ لگی ہے" بازو کو ہاتھ سے چھوتی وہ بولی۔

"چوٹیں تو معمولی ہیں۔ زخم گہرے ہیں" نازنین کھوئی کھوئی سی بولی۔

"مطلب؟" خنساء ناسمجھی سے بولی۔

"کچھ نہیں یہ سب چھوڑو اور بتاؤ اکیلی آئی ہو" نازنین اس کا دھیان بٹانے کی خاطر بولی۔

"نہیں! اسماعیل بھائی اور ہاجرہ ساتھ آئے ہیں۔ وہ رستے میں ساحر بھائی! "اتنا کہہ کر وہ رکی اور ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"دیکھا! تمہارے ایکسیڈنٹ کا سن کے مجھے ساحر بھائی کو سلام کرنا بھی یاد نہیں رہا"۔

"کوئی بات نہیں۔ وہ کونسا پرائم منسٹر لگا ہوا ہے" نازنین نے بات ہوا میں اڑائی۔

"لڑکی وہ تمہارے شوہر ہیں" خنساء حیرانی سے بولی۔

"تو میں نے انکار کب کیا" نازنین مسکرا کر بولتی لیٹ گئی اور آنکھیں موندلیں۔

"لاعلاج ہو!" خنساء سر کو نفی میں ہلاتی مسکرا دی۔

ابھی وہ کچھ اور کہتی اتنے میں ہاجرہ اور اسماعیل بھی آ گئے۔

نہیں آئی تو اس کی ماں نہیں آئی جس کا وہ شدت سے انتظار کر رہی تھی۔

شام کے سائے گہرے ہونے شروع ہو چکے تھے۔ ہوا کی خنکی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا مگر اس سب سے بے نیاز پارک میں موجود سنگی بینچ پر وہ سرخ آنکھیں لئے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ سخت بے زار دکھائی دیتا تھا۔ تبھی وہاں پر ایک سیاہ رنگ کی کار آکر رکی۔ اسامہ دیکھتے ساتھ ہی پہچان گیا تھا کہ وہ کار عاشر کی ہے۔ اب کہ عاشر مسکراتا ہوا اس کی جانب چلا آرہا تھا جبکہ اسامہ ہنوز منہ بنائے بیٹھا ہوا تھا۔

عاشر اس کے برابر میں آکر بیٹھ گیا۔ اب کہ وہ اس کے چہرے کے تاثرات جانچنے کی کوششوں میں تھا۔

"مجھے لیزا کی کال آئی تھی، وہ تمہارے متعلق پوچھ رہی تھی"۔۔۔ عاشر خاموشی توڑتا ہوا بولا۔

"اس کو کہو بھول جائے مجھے"۔۔۔بنا اس کی جانب دیکھے وہ لاپرواہی سے بولا۔

"تمہیں تو بھول جائے گی تمہارے کریڈٹ کارڈ کو کیسے بھولے گی

غریب"۔۔۔جتنے سنجیدہ لہجے میں عاشر بولا تھا اس کے برعکس اتنا ہی بلند قہقہہ

اسامہ کا پارک میں گونجا تھا۔حتی کہ لوگ بھی رک رک کر اس کو دیکھ رہے تھے

اور وہ ان سب سے بے نیاز ہنس رہا تھا۔

"اوئے سیم؟کوئی بھوت تو نہیں تیرے اندر آگیا"۔۔۔عاشر نے آنکھیں سکیڑ کر

پوچھا۔

"اپنا ڈپریشن ختم کر رہا تھا یار"۔اب کہ وہ ہنسنا بند کر چکا تھا۔

جس پر عاشر نے باقاعدہ حیران کن نظروں سے اسامہ کو دیکھا۔

"ڈپریشن کا جو پہلے علاج کرتے تھے جگر چل وہی آج بھی کرتے ہیں۔"۔۔۔عاشر

کے جواب پر اسامہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"کیا ہوا چل ناں" وہ بضد ہوا۔

"فائدہ نہیں! جب سے اس کو دیکھا ہے وہ سب لذتیں بے کار ہو گئی ہیں"۔۔۔ سر کو پیچھے کو ڈھلکاتے وہ بند آنکھیں کئے بولا۔

"مطلب تم اس دن مذاق نہیں کر رہے تھے؟"۔۔۔ حیران کن لہجے میں تصیح چاہی۔

"ہاں! اس دن پہلی مرتبہ وہ سب مجھے دنیا سے غافل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ میں کیا کہوں میرا دل جل رہا ہے۔"۔۔۔ بند آنکھوں سنگ وہ کرب سے بولا۔

"جن راستوں پر تم چل پڑے ہو ان کا انجام شائد تمہیں معلوم نہیں ہے جگر" ۔۔۔ اب کہ لہجے سے غیر سنجیدگی کا عنصر غائب تھا۔ یہ سب سن کر عاشر کو تشویش ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"عشق بھی کیا انجام سوچ کر کیا جاتا ہے"۔۔۔اب کہ اسامہ اپنی آنکھیں کھولے اس کی نظروں میں نظریں گاڑے بولا تھا۔اسی لمحے عاشر کو احساس ہوا تھا کہ اس کے دوست کی بد قسمتی کا دروازہ کھل چکا ہے۔

"تم جو بھی کر رہے ہو اس میں لیزہ کو مت بھولو۔وہ تمہارے ساتھ کمیٹڈ ہے"

۔۔۔اس نے موضوع سے ہٹانا ضروری سمجھا۔

"کون لیزہ؟میں کسی لیزہ کو نہیں جانتا ہوں۔

میں صرف نازنین جمال احمد کو جانتا ہوں۔اس سے قبل میں نے کسی لڑکی کو نہیں جانا۔لیزہ جیسی بکاؤ مال لڑکیاں تو ہو ہی نہیں سکتی ہیں۔وہ دکانوں میں لگے شو پیس کے برابر ہیں"۔۔۔اسامہ جتانے والے لہجے میں بولا۔

اب کی بار قہقہہ لگانے کی عاشر کی تھی۔

"ارے جگر! اس شو پیس کے سب سے پہلے گاہک تم ہی تھے۔ وہ اگر بکاؤ مال تھی تو خریدار بھی تو تم ہی تھے"۔۔۔اور یہ تھا حقیقی آئینہ جو بنا لحاظ کے تھپڑ کی طرح رسید ہوا تھا۔

"لیکن میں اس کے لئے خود کو بدل رہا ہوں۔ وہ صرف میری ہے۔"۔۔۔اب کہ اسامہ کو اپنی آواز گھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"جو مرضی کر لو! نیک عورتیں نیک مردوں کے لئے ہیں اور بری عورتیں برے مردوں کے لئے۔ اور تم تو اس لحاظ سے بالکل بھی اس کے ساتھ نہیں رہ سکتے ہو۔ نا وہ تمہیں مل سکتی ہے۔

یہاں اسامہ کو بھی چپ لگ گئی تھی۔

"پھر ساحر کو وہ کیوں ملی؟ وہ کونسا نیک پرہیز گار ہے! ڈرنک تو وہ بھی کرتا ہے۔ لڑکیاں تو وہ بھی رکھتا ہے اپنی عیاشی کے لئے۔ بلکہ ابھی حالیہ لڑکی جس کو وہ

www.novelsclubb.com

چھوڑ کر آیا ہے جو اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی۔ ہر برا کام وہ کرتا ہے۔ تو پھر یہ اصول مجھ پر ہی لاگو کیوں ہو؟""۔۔۔اسامہ جرح کرنے والے انداز میں بولا۔

اب کہ عاشر نے خود کو کوسا کہ اس نے یہ بات کیوں کی۔

کبھی کبھی خاموش رہ کر سامنے والے کو سننا زیادہ بہتر ہوتا ہے بجائے اس کے کہ آپ کچھ بولیں۔

"دیکھ یار میں کوئی مبلغ یا اسکالر نہیں ہوں۔ میں بس جتنا سنا تھا اتنا بتا دیا! اب تو چل رہا ہے میرے ساتھ یا نہیں؟"۔۔۔عاشر اب کہ کھڑا ہوتا بولا تھا۔

جس پر اسامہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ شکستہ قدم اٹھاتے وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تھا۔ چال میں شکستگی کا عنصر غالب تھا۔

"اگر وہ مجھے نہیں مل سکتی تو پھر میں کیوں خود کو بدلوں! میں برا ہی ٹھیک ہوں" وہ خود کلامی کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

یہ جانے بغیر کے کسی انسان کے لئے خود کو بدلنا سراسر بے وقوفی ہے۔ وہ ٹوٹ کر بکھرنے سے بچنا چاہتا تھا۔ بس اتنی سی خواہش تھی اس کی۔ جبکہ اس کے ساتھ موجود عاشر کا دماغ الگ تانے بانے بن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com